اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح:4)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ربیع الاوّل کا مہینہ اپنے ساتھ بہت ساری یادیں وابستہ کیے ہوئے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بھی اسی مہینے میں اور وفات شریفہ بھی اسی مہینے میں ہوئی۔ یوں تو پورا سال ہی نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سیرت کے بارے میں بیانات ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن ربیع الاول میں یہ یادیں اور بھی تازہ ہوجاتی ہیں۔

محبّت کا تقاضا:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اللہ رب العزت نے محبوب کل جہاں بنا دیا۔محبّت کا یہ تقاضا ہے کہ محبوب کا تذکرہ ہر وقت ہوتا رہے۔ ماں کو بیٹے سے محبّت ہوتی ہے۔اس کی گفتگو میں اکثر اس کے اپنے بچے کی باتیں شامل ہوتی ہیں۔ آپ جتنی دیر اس کے پاس بیٹھیں گے وہ کسی نہ کسی بہانے اپنے بچے کا تذکرہ کرتی رہے گی۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی اللہ رب العزت کے محبوب ہیں، اور اس لیے اللہ رب العزت کے کلام میں بھی جا بجا نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بارے میں تذکرے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آج ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کی نظر میں صاحبِ قرآن کا مقام کیا ہوتا ہے تاکہ ان کی محبّت ہمارے دل میں آجائے۔

ہم جیسے ایک عام آدمی کے لیے اس عنوان پر بولنا ایک مشکل کام ہے۔ کہنے والوں نے کہا:

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب　　ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی است

کہ اگر میں ہزار مرتبہ اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھولوں تو اے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے لیے آپ کا نام لینا پھر بھی بے ادبی ہے۔جس ذات کی تعریفیں اللہ رب العزت نے فرمائیں، اس ذات کی بندہ کیا تعریفیں کر سکے گا! امام بوصیریؒ فرماتے ہیں،

فَاِنَّ فَضۡلَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ لَيۡسَ لَهٗ حَدٌّ فَيُعۡرَبُ عَنۡهُ نَاطِقٌ بِفَهۡمٍ

اللہ کے حبیب ﷺ کے فضل وکمال کی کوئی حد نہیں ہے، پھر بندہ کس منہ سے آپ ﷺ کی توصیف بیان کرے۔

تاہم توصیف کرنے والوں کی فہرست میں نام لکھوانے کی تمنا تو ہر مومن کے دل میں ہوتی ہے۔تو آیئے! ذرا قرآنِ مجید میں غور کرتے جایئے کہ اس سے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی کیا عظمت ہمارے سامنے کھلتی ہے!

انداز تخاطب میں محبّت کا پہلو:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مختلف انبیا علیہ السّلام کو خطاب فرمایا تو ان کا نام لے کر ان سے خطاب کیا۔ چنانچہ فرمایا: ......یٰۤا اٰدَمُ ......یٰنُوۡحُ......یٰزَكَرِيَّا ......یٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ......یٰمُوۡسٰى ......یٰعِيۡسٰى ......یَا دَاوٗدُ......یٰيَحۡيٰى ......سب انبیا علیہم السّلام کا نام لے کر خطاب کیا۔لیکن جہاں بھی نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ آیا، اللہ رب العزت نے ان کا نام لے کر تذکرہ نہیں کیا، بلکہ ان کی صفات کے ذریعے سے ان کو مخاطب فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ ......یٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ ......یٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ......یٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ (اے کہ آراستہ بہ لباس پیغمبری)

یہ انداز تخاطب ہی بتاتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو کیا شان عطا فرمائی!

محبوب ﷺ کا براہ راست دفاع:

انبیاعلیہم السّلام جب بھی دنیا میں تشریف لائے تو کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جن کے دل پتھر کی طرح سخت ہوتے تھے۔ وہ مخالفت پر کھڑے ہو جاتے۔ وہ انبیائے کرام پر طرح طرح کے الزامات لگاتے تھے۔ جب بھی قوم نے الزام لگایا، اللہ رب العزت نے اس نبی علیہ السّلام کی زبان میں اس کا جواب دلوایا۔ قوم نے کہا کہ آپ تو گمراہ ہیں تو اس نبی علیہ السّلام نے جواب میں فرمایا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ (الاعراف:61) اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں۔

قوم نے کہا: آپ بے وقوف ہیں تو اس نبی ﷺ کی زبان سے جواب دلوایا گیا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ (الاعراف:67) اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں۔

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر بھی قوم کے کچھ لوگوں نے الزامات لگائے۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے کہا: یہ مجنون ہے۔ تو اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان فیض ترجمان سے جواب دلوانے کی بجائے براہ راست خود جواب عطا فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ○ (القلم:2-1) اے میرے حبیب! آپ اللہ کی نعمت سے مجنون نہیں ہیں۔ یہاں محبّت کا اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلام کی طرف سے خود براہ راست جوابعطا فرمایا۔

محبوب ﷺ کا وجد آفرین تذکرہ:

جب اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں انبیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو گو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ترتیب میں سب سے آخر میں تشریف لائے، مگر اللہ رب العزت نے تذکرہ کرتے ہوئے آپ کا ذکرِ مبارک

ان سے پہلے فرمایا۔ سنیے! قرآن عظیم الشان......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ اِذْ اَخَذْ نَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ (الاحزاب:7) باقی انبیا کا تذکرہ بعد میں کیا اور نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکر مبارک پہلے فرمایا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وجد میں آکر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ نے آپ کو کیا شان عطا فرمائی کہ اگرچہ آپ دنیا میں خاتم النبیین بن کر سب سے آخر میں تشریف لائے لیکن جب اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کا تذکرہ سب سے پہلے فرمایا۔

انبیائے کرام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اللہ رب العزت نے انبیائے کرام سے ایک عہد لیا۔ اس عہد و پیمان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں کیا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (ال عمرن:81) اور جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو (تم پر لازم ہے کہ) تم ضرور اس پر ایمان بھی لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ (ال عمرن:81) فرمایا: کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا؟

وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ (ال عمرن:81) اور اس پر میرا عہد قبول کیا؟

سب انبیا نے کیا جواب دیا؟

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا (ال عمرن:81) سب نے عرض کیا، ہم نے اس بات کا اقرار کیا۔

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (ال عمرن: 81) ارشاد فرمایا: تم بھی اس ملت پر ایک دوسرے کے گواہ رہو اور میں بھی اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت مبارکہ میں رسول کا مصداق اللہ کے محبوب ﷺ ہیں۔ اللہ اکبر!!!

اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اتنی نعمتیں بخشی ہیں کہ جن کو ہم گن بھی نہیں سکتے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراهیم: 34) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان گنت نعمتیں عطا فرمائیں مگر کسی نعمت پر اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان نہیں جتلایا۔ یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ میرے بندو! میں نے تمہیں آنکھیں دیں، میں نے تمہیں عقل کی نعمت دی، میں نے تمہیں پانی دیا، ہوا دی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت کا تذکرہ نہیں کیا مگر ایک نعمت ایسی تھی کہ جس نعمت کو دے کر یوں لگتا ہے کہ خود دینے والے کو مزہ آ گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احسان جتلایا، فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (ال عمرن: 164) تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنے محبوب کو بھیج دیا۔

خُلقِ عظیم کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اخلاقِ عظیمہ کی تعریف فرمائی۔ ارشاد فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 4) اور اے میرے پیارے حبیب! آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔

فضلِ عظیم کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی تذکرہ قرآن میں فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النسآء:113) اے میرے پیارے محبوب! آپ پر اللہ رب العزت کا بڑا فضل ہے۔

سارے جہانوں کے لیے رحمت:

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ ارشاد فرمایا:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیآء:107) اے میرے حبیب ﷺ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے ۔ جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے

اسے اور کیا نام دے گا زمانہ ۔ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وجودِ نبوی کی برکات کافروں پر بھی:

اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی برکات کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ (الانفال:33) اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔

پس منظر یہ تھا کہ کافر آ کر کہتے تھے کہ ہم آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو

ہمارے اوپر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آجاتا۔مگر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی موجودگی میں نہیں آیا۔اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب نہیں دے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں۔آپ ﷺ کے وجودِ مسعود کی برکت اتنی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں سے بھی عذاب کو ٹال دیا تھا۔اور آج بھی جس شخص کی زندگی میں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سنتیں موجود ہوں گی،اور جس قوم کے اندر نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تعلیمات زندہ ہوں گی،ان کی برکت سے اللہ اس فرد کو اور اس قوم کو اپنے عذاب سے نجات عطا فرمادیں گے۔

اطاعتِ نبوی کی عظمت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت دیکھیے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النسآء:80) جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ رب العزت کی اطاعت کی۔

مرتبہ اور مقام دیکھیے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اطاعت کرنے کو اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ گویا تم نے میری اطاعت کی ہے

اطاعت نبی کی ہے اطاعت خدا کی　منزل من اللہ پیام اللہ اللہ

نصرتِ خداوندی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مددگار تھے اور ان کے کاموں کو سنوارنے والے تھے۔ارشاد فرمایا۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (الاحزاب:3) اور آپ اللہ پر توکل کیجیے،اور آپ کے

لئے اللہ ہی وکیل کافی ہے۔

آج دنیا میں کوئی آدمی مقدمہ جیتے تو وہ کہتا ہے کہ میرا وکیل بڑا سمجھدار تھا۔ اور جس کا وکیل اللہ رب العزت بن جائے ، پھر تو کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ اس لئے فتح مکہ کے موقع پر نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ وَحْدَہٗ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔

سبحان اللہ! اللہ رب العزت کی کیسی تعریف فرمائی!!

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ (الانفال:62) وہ ذات جس نے اپنی مدد سے آپ کو مضبوط کیا۔

مذاق اڑانے والوں کا انجام:

جو لوگ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مذاق اڑاتے تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ (الحجر:95) ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔

آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ہم آپ کی طرف سے ان لوگوں سے ہم نمٹیں گے، چنانچہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ ابوجہل کا انجام دیکھیے ، ابولہب کا انجام دیکھیے ، عتبہ بن شیبہ کا انجام دیکھیے ، ولید پلید کا انجام دیکھیے ۔ یہ وہی لوگ تھے جو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ بالآخر اللہ نے ان کا کیا ہی برا انجام کیا!

مجنوں کہنے والے کی سرزنش:

ایک شخص نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو مجنون کہا۔اس پر اللہ رب العزت کو اتنا جلال آیا کہ اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا بالکل یوں لگتا ہے جیسے کسی ماں کے بیٹے کو کچھ کہہ دیا جائے تو جواب میں ماں ایک لفظ ہی نہیں کہتی بلکہ شروع ہی ہو جاتی ہے، اس کا غصہ ٹھنڈا ہی نہیں ہوتا۔اس کا جی چاہتا ہے کہ میں اس کو اتنا کچھ کہوں کہ اس کو سمجھ آجائے کہ اس نے ایسی بات کیوں کی، اور آئندہ اسے ایسی بات کہنے کی جرات ہی نہ ہو

چنانچہ جس شخص نے آپ ﷺ کو مجنون کہا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ (القلم:10) اور آپ اطاعت نہ کیجئے قسمیں کھانے والے ہیچ قسم کے انسان کی۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ (القلم:11) چغلی لے کر پھرنے والی کے

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ (القلم:12) خیر کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالنے والے کے۔

مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ (القلم:12) حد سے بڑھنے والے گناہگار کی۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القلم:13) یہ سب کہنے کے بعد یہ کہ وہ سخت مزاج بھی ہو اور بدنام زمانہ بھی ہو یعنی ولد الزنا ہو۔

اللہ اکبر! آخر میں فرمایا: وہ تو زنا کی اولاد ہے۔ایک لفظ کے جواب میں اللہ رب العزت نے کتنا طویل کلام فرمایا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اعداء پر اللہ رب العزت کا کس قدر غصہ

ہوتا ہے۔

تسلّی آمیز پیغامات:

دوسری طرف اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کو تسلّی دیتے ہیں۔ فرمایا: اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کے دشمن مکر کرتے ہیں جس سے آپ کا دل دکھتا ہے، آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ بلکہ وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَاتَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَo اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ○ (النحل:127)

جو لوگ آیات کے ترجمے سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں ان کو یہ آیات پڑھ کر لطف اور مزہ آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اتنے پیارے انداز میں تسلّی دی کہ پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کو آہستہ آہستہ اتارا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

كَذٰلِكَ ۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ (الفرقان:32) اس لیے کہ میرے محبوب! آپ کے دل کو تسلّی مل جائے۔

چنانچہ مخالفین جو مکر و فریب کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ختم فرما دیتے تھے، سنیئے! قرآن عظیم الشان، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ (الانفال:30) اور جب آپ کے ساتھ تدبیر کی کافروں نے کہ وہ آپ کو قید میں رکھیں

اَوْيَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ (الانفال:30) یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو دیس نکالا دے دیں

وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ (الانفال:30) اور انہوں نے بھی تدبیر کیا اور اللہ نے بھی تدبیر کی وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (الانفال:30) اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ علیہ والسّلام کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا۔ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر فرمایا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المآئدہ: 67) اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اللہ رب العزت آپ کو تمام انسانوں سے محفوظ رکھیں گے۔

یعنی جو دشمن شر کی نیت سے آپ کے قریب آنے کی کوشش کرے گا تو آپ کا پروردگار آپ کی حفاظت کرے گا۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت خدا کرے　　وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

محبوب کے زیرِ نظر رہنے کا مزہ:

پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں: اے میرے پیارے ﷺ! آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی بات ہے کہ جن کو محبّت سے واسطہ پڑا ہو وہ سمجھتے ہیں کہ ہر وقت محبوب کے زیرِ نظر رہنا، کس قدر لطف اور سرور کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ اصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا (الطور: 48) اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ اللہ کے لئے صبر کیجیے، آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

جب سیدہ عائشہؓ نے یہ آیت سنی تو کہنے لگیں:

"اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا مقام دیا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔"

......اللہ اکبر!!! ؎

آنکھوں میں بھر گئی ہیں قیامت کی شوخیاں　　دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

نبی علیہ الصّلوٰۃ علیہ والسّلام تو پوری زندگی اللہ رب العزت کی نظر میں رہے۔اس کو کہتے ہیں: ؎

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے　　وہ اپنی خوبیِٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

سب سے بڑی خوش خبری:

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے پیارے حبیب ﷺ! وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی (الضحی:4)

اور آپ کا آنے والا وقت آپ کے گزرے ہوئے وقت سے زیادہ بہتر ہوگا۔

یہ اتنی بڑی خوش خبری ہے کہ اس سے بڑی خوش خبری کوئی نہیں ہوسکتی۔دنیا میں بڑے لوگوں کو عروج ملتا ہے لیکن عروج ملتے ہی ان کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔مگر نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یہ خوش خبری ملی کہ ’’اے میرے پیارے حبیب ﷺ! جو عروج آپ کو مل رہا ہے اس عروج کا زوال کبھی نہیں ہوگا۔ہر آنے والا وقت آپ کی عزت کو،شرف کو،مقام کو پہلے سے بلند تر کرتا چلا جائے گا۔‘‘

بروزِ محشر عزتوں کے مستحق کون ہونگے؟

اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کا قیامت کے دن کے بارے میں بھی تذکرہ فرماتے ہیں،ارشاد فرمایا: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (التحریم:8) قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے پیارے نبی ﷺ کو رسوا نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ جو ایمان والے ہوں گے ان کو بھی (رسوا نہیں کریں گے۔

ماں لوگوں کے سامنے اپنے بچے کو کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہتی کہ جس کی وجہ سے بچے کو سبکی ہو۔ اللہ رب العزت کو اپنے حبیب ﷺ سے محبّت تھی۔ اس لیے آپ کو ایک تسلّی دے دی گئی کہ آپ کو بھی قیامت کے دن عزتیں ملیں گی اور جو آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں ان کو بھی اس دن عزتیں ملیں گی۔

اب یہاں ایک چھوٹی سی بات سمجھ لیجیے! اگر ماں کے پاس اس کے بچے کا فوٹو ہو، جو اس نے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کے لیے بنوایا ہو، آپ اس ماں سے کہیں کہ جی! آپ اس فوٹو کو چولہے میں ڈال دیں، تو وہ ماں ایسا کرنے سے انکار کر دے گی۔ وہ کہے گی کہ میں اپنے بیٹے کو آگ میں کیوں ڈالوں؟...... ماں کو اپنے بیٹے سے اتنی محبّت ہوتی ہے کہ وہ اس کی تصویر کو بھی آگ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح اللہ رب العزت کو اپنے حبیب ﷺ کی صورت اور سیرت سے اتنی محبّت ہے کہ جو شخص ان کی طرح سنت کا لباس اور مسنون اعمال اپنائے گا اللہ تعالیٰ اس "تصویر" کو بھی قیامت کے دن جہنّم کی آگ میں نہیں ڈالیں گے۔

معراجِ نبوی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ملاقات کے لیے بلایا۔ اس کو معراج کہتے ہیں۔ اس کی مستقل تفصیلات ہیں۔ فرمایا کہ اتنا قرب ملا کہ

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم: 9-8) پھر آپ ﷺ اتنے قریب سے قریب تر ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

اللہ کے حبیب ﷺ نے تمام مدارج طے کیے، بالآخر آپ ﷺ کو ایسا مقام ملا جو ادراک سے پرے ہے اور قاب قوسین سے کم نہیں ہے۔

اور پھر فرمایا:

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (النجم:18) تحقیق اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصّلوٰۃ علیہ والسّلام کو بڑی نشانیاں دکھائیں۔

تو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو معراجِ جسمانی نصیب ہوئی۔ یہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خصوصیت تھی کہ اللہ رب العزت نے ان کو معراج عطا فرمائی۔ ان کو بلا کر جنت بھی دکھائی اور جہنّم بھی دکھائی۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی بہت ساری وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو قیامت کے دن شفاعت کرنی ہے...... جس بندے نے جن مراحل کو پہلے نہ دیکھا ہوا ہو وہ ان مراحل میں دوسرے بندے کی صحیح مدد بھی نہیں کرسکتا۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ماں باپ کو حج کروانا ہو تو ایک سال پہلے خود جا کر حج کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں پورے پراسس کا پتہ چل جائے۔ چنانچہ پھر وہ بڑے اطمینان کے ساتھ ماں باپ کو لے جاتے ہیں اور انہیں اچھی طرح مناسکِ حج کرواتے ہیں...... اللہ تعالیٰ نے معراج اس لیے کروائی کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کو بتانا چاہتے تھے کہ اے میرے پیارے محبوب ﷺ! آپ جنت اور جہنّم کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، پلِ صراط کو دیکھیں گے، پھر جب قیامت کا دن ہوگا اس وقت آپ کو اپنی امت کی شفاعت کرنے میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی، سبحان اللہ!

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اللہ رب العزت ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی کامل اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

انعاماتِ الٰہی کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو انعامات عطا فرمائے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر: 1) بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔

کوثر سے مراد ''خیرِ کثیر'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی۔ اس خیرِ کثیر کے موضوع پر علما نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں کہ اس خیر کثیر کی تفسیر کیا ہے؟

وجل مقدار ما ولیت من رتب و عذا ادرک ما اولیت من نعم

اللہ کے حبیب ﷺ کو جو رتبے ملے ہیں وہ بہت عظیم الشان ہیں، آپ ﷺ کو جو نعمتیں ملی ہیں ہماری عقلیں ان کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

یہ تو ایسی باتیں تھیں جو قرآن مجید میں ذرا نمایاں انداز میں موجود ہیں۔ اب ذرا آگے چلیے۔

جسمِ مبارک کے اعضا کا ذکر:

قرآن مجید میں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے جسمِ مبارک کے مختلف اعضا کا بھی تذکرہ فرمایا، جیسے ماں کبھی اپنے بیٹے کی آنکھ کی بات کرتی ہے، کبھی اس کے بولنے کی بات کرتی ہے، کبھی اس کے سننے کی بات کرتی ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی اسی طرح اپنے پیارے حبیب ﷺ کے جسمِ اطہر کے مختلف اعضا کے تذکرے بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمائے۔ کیسی وہ ذات ہوگی، جس سے اللہ رب العزت نے اتنی محبّت فرمائی!؟ آئیے! آپ ﷺ کے ان اعضا کا تذکرہ قرآن میں دیکھیے! جن کو اللہ تعالیٰ نے عجیب حسن عطا فرمایا، کہنے والے نے کہا:

بات میں سناواں اک ایسے ماہ جبین دی جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

چہرۂ انور کا تذکرہ:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (البقرہ:144) اے میرے پیارے حبیب ﷺ! ہم آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔

اب ذرا اس کی تفصیل سن لیجیے! جہاں محبّت ہوتی ہے وہاں جی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ بار بار رابطہ ہو۔ بندہ رابطے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ جتنی ملاقات ہو وہ تھوڑی نظر آتی ہے۔ چنانچہ مختلف انبیا پر جبرئیلؑ اللہ کا پیغام لے کر آئے۔ کسی پر ایک درجن مرتبہ، کسی پر چند درجن مرتبہ اور کسی پر چند سو مرتبہ، لیکن نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف جبرئیلؑ اللہ کا پیغام لے کر چوبیس ہزار مرتبہ نازل ہوئے۔ اور جبرئیلؑ کا اترنا نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اتنا اچھا لگتا تھا (چونکہ اللہ کی طرف سے مسیج آتا تھا) کہ آپ ان کے انتظار میں کئی مرتبہ آسمان کو دیکھتے رہتے تھے۔ جب نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ان کے انتظار میں شوق سے آسمان کو دیکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپؐ کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے میرے پیارے حبیبؐ! آپ آسمان کی طرف جب چہرہ فرماتے تھے تو ہم اس وقت آپ کے چہرے کو محبّت کے ساتھ دیکھ رہے ہوتے تھے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (البقرہ:144)

مبارک آنکھوں کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (النحل:88) اس طرح نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مبارک آنکھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا گیا کہ اے پیارے حبیب ﷺ! جو کچھ کافروں کو عطا کیا

گیا ہے اس کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے۔ مگر اس آیت مبارکہ میں آنکھوں کا تذکرہ تو ہو گیا ہے نا، یہ محبّت کی وجہ سے تھا۔ ویسے بھی جو عضو اچھا لگتا ہے اسی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں:

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

مبارک کانوں کا تذکرہ:

آپ ﷺ کے مبارک کانوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ کافر لوگ کہتے ہیں: وَ يَقُولُونَ هُوَ اُذُنٌ ط قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ (التوبہ:61)

اس طرح نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے کانوں کا بھی تذکرہ فرمایا۔

زبان مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (القیمہ:16)

سینہ مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سینے مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح:1) یا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟

سبحان اللہ! نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سینے مبارک کا تذکرہ ہو رہا ہے۔

اب یہاں ایک نکتہ سن لیجیے! محبّت کا ایک پہلو یہ ہوتا ہے کہ کوئی بندہ کسی سے محبّت کرے۔ ایسی صورت میں اس کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوتا ہے اور ایک پہلو یہ ہے کہ بندہ خود کسی سے محبّت کرے۔ پھر محبوب کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوتا ہے۔ اس کے لیے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں، سالک اور مجذوب۔ آپ نے دیکھا

ہوگا کہ آپ کے دوستوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ ان کو اپنا ایڈریس دے دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اچھا بھئی گھر آ کر مل لینا۔ لیکن اگر آپ کو اپنا بہت ہی پیارا اور قریبی دوست مل جائے اور وہ ملے بھی مدتوں بعد تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو بھئی! میں آپ کو اپنے گھر لے جاتا ہوں۔ پہلے دوست کو ایڈریس بتا دیا اور دوسرے دوست کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر پہنچا دیا، یہ فرق ہوتا ہے سالک اور مجذوب میں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام اللہ رب العزت سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَ لَمَّا جَآءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا (الاعراف:143) اور جب موسیٰؑ آئے ہماری ملاقات کے لیے (کوہ طور پر)

یہاں موسیٰؑ کے کوہ طور پر آنے کا تذکرہ فرمایا۔ اور جہاں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ملاقات کا تذکرہ ہو، وہاں یہ نہیں کہا کہ وہ آئے، بلکہ فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (بنیٓ اسرآئیل:1)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اپنی رحمت سے) لے کر گئی۔

گویا کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو لے جانے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔

حضرت موسیٰؑ نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (طٰہٰ:25) اے پروردگار! میرے سینے کو کھول دیجئے۔

وہ بھی اللہ کے نبی ہیں، کلیم ہیں، مگر ان کو دعا مانگنی پڑ رہی ہے، اور یہاں دعا کا تذکرہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح:1) اے میرے پیارے محبوب! کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا کیا مقام ہے۔

پیٹھ مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیٹھ مبارک کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ (الانشراح:2-3) اور ہم نے آپ کے اوپر سے آپ کو وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی

مبارک ہاتھوں کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مبارک ہاتھوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (الفتح:10)

(اے پیارے حبیب ﷺ!) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی بیعت اللہ سے ہو رہی ہے اور ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ظاہر میں تو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ہاتھ اوپر تھا، مگر اندازہ لگائیے کہ یوں فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ رب العزت کا ہاتھ ہے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کے ہاتھ ایسی ہستی کے ہاتھ میں چلے گئے

میرا دن چھپا کسی رات میں، میری رات چھپی کسی ذات میں

میری زندگی اک راز ہے ، کوئی راز ہے میری ذات میں
میں جہاں کہیں بھی اٹک گیا وہیں گرتے گرتے سنبھل گیا
مجھے ٹھوکروں سے پتہ چلا ، میرا ہاتھ ہے کسی ہاتھ میں

وہ ہستیاں کتنی خوش نصیب تھیں جن کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آگئے!

مبارک قدموں کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک قدموں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا (التوبہ:108) (اے میرے پیارے حبیب!) آپ وہاں بالکل کھڑے نہ ہوں یعنی آپ اس جگہ پر قدم ہی نہ رکھیے جہاں سے آپ کو منع کیا جا رہا ہے۔

لباس مبارک کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لباس کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:4) اور آپ اپنے لباس کو پاک رکھئے۔

سر سے پاؤں تک تمام اعضا کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا اور پھر جس لباس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو ڈھانپا تھا اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرما دیا۔ شاعر نے کہا:

''اے محبوب ﷺ! آپ جس لباس کو پہنتے ہیں، اس لباس کے پہننے سے آپ کے حسن میں اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ آپ جو لباس پہن لیتے ہیں، آپ کے پہننے کی وجہ سے اس لباس کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

اللہ رب العزت نے بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کے لباس کا تذکرہ فرمایا۔

کاشانۂ نبوت کا تذکرہ:

اب لباس کے بعد اور دائرہ پھیلائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مبارک گھر کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (الحجرت:4) بے شک وہ لوگ جو آپ کو گھر کے باہر پکارتے ہیں

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک حجروں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔

اہلِ خانہ کا تذکرہ:

گھر میں گھر والے ہوتے ہیں۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے گھر والوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ آپ کی ازواج مطہّرات کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب:32) اے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔

یعنی آپ کا مرتبہ اللہ کی نظر میں بڑا بلند ہے۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا۔

وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:6) اور نبی ﷺ کی بیویاں امت (کے لوگوں) کی مائیں ہیں۔

نہ صرف قرآنِ مجید میں تذکرہ ہی ہوا ہے بلکہ ان کو اللہ نے ماں کا رتبہ عطا فرما دیا ہے۔

اہلِ خانہ کی پاک دامنی کا تذکرہ:

پھر ان کی پاکدامنی کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ فرمایا:

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (النور:16)

بنات اربعہ کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بیٹیوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ (الاحزاب:86)

اے میرے پیارے نبی! آپ فرما دیجیے، اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے۔

بیٹوں کا تذکرہ:

دیکھو! کہ اب بیٹوں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ بچوں کا تذکرہ بھی ہے۔ فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (الاحزاب:40) محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔

گویا اس آیت میں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بیٹے ابراہیم کا بھی تذکرہ ہے جو بچپن میں اللہ کو پیارا ہو گیا تھا۔

اہلِ بیت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اہل بیت کا تذکرہ بھی ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الاحزاب:33)

مسجد نبوی کا تذکرہ:

پھر دیکھیے کہ گھر کے بعد آدمی کی نشست و برخاست مسجد میں ہوتی ہے۔ تو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مسجد کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا،

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ (التوبہ:108)

مسجد کے نمازیوں کا تذکرہ:

پھر نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے یاروں کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار کے مقابلے میں سخت ہیں۔

ان کی خاص خوبیاں گنوائیں گئیں کہ یہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بالکل رحیم و کریم ہیں۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی نرم　رزم حق و باطل ہو تا فولا د ہے مومن

مہمانوں کی دعوت کا تذکرہ:

آپ ﷺ کے پاس مہمان آئے تھے اور وہ کھانا بھی کھاتے تھے۔اس کھانے کی دعوت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔فرمایا:

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا (الاحزاب:53) اور جب تم کھانا کھا چکو تو پھر (اپنے گھروں کو) چلے جاؤ۔

اقربائے نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اقرباء کا تذکرہ بھی قرآنِ مجید میں ہے۔ارشاد فرمایا:

لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (الشوریٰ:23) اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ بھی فرمایا اور آپ ﷺ کے متعلّقین کا تذکرہ بھی فرمایا۔

علمِ نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خصائل و فضائل کا تذکرہ بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کے علم کا تذکرہ فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ!

وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النسآء:113) اور (اللہ نے) آپ کو وہ علم دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

اور دوسری جگہ پر فرمایا۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا (طٰہٰ:114) آپ کہہ دیجیے، اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ عطا فرمائیے۔

حسنِ بیان کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حسنِ بیان کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل:125)

اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے حکمت کے ساتھ اور اچھے انداز کے ساتھ۔

چنانچہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی باتوں میں جاذبیت تھی کہ جو بھی سنتا تھا اس کے دل میں وہ باتیں اتر جاتی تھیں۔ اس کو کسی شاعر نے یوں کہا:

وہ جو شیریں سخنی ہے ، مرے مکی مدنی تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے، مرے مکی مدنی

تیرا پھیلاؤ بہت ہے، تیرا قامت ہے بلند تیری چھاؤں بھی گھنی ہے ، مرے مکی مدنی

نسل در نسل تری ذات کے مقروض ہیں ہم تو غنی ابن غنی ہے ، مرے مکی مدنی

نرم رُوئی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نرم روئی کا بھی قرآن مجید میں تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اگر آپ دل کے سخت اور ترش رُو ہوتے تو آپ کے گرد جمع یہ سب لوگ بھاگ جاتے۔

تو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ جاذبیت اور میگنا ٹزم دیا تھا کہ جو بھی آتا تھا وہ ہمیشہ کے لیے

نبی علیہ السّلام کے قدموں کا غلام ہو جاتا ہے۔

صبر و تحمل کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صبر و تحمل کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ (النحل:127) اور آپ صبر کیجیے اور آپ کو صبر کی توفیق بھی اللّٰہ ہی دے گا۔

حیا کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حیا کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ (الاحزاب:53) اس چیز سے آپ کو ایذا تو پہنچتی ہے مگر آپ حیا فرماتے ہیں۔

یعنی آپ حیا کی وجہ سے کوئی بات نہیں فرماتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مبارک آنکھوں میں وہ حیا دیکھتی تھی جو مجھے مدینے کی کنواری لڑکیوں میں بھی نظر نہیں آتی تھی۔ اللّٰہ نے آپ کو ایسی باحیا آنکھیں عطا فرمائی تھیں۔

آدابِ نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے آداب کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو سمجھایا کہ تم میرے پیارے حبیب ﷺ کے آداب کا خیال رکھو۔ اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الحجرت:1)

اے ایمان والو! تم اللّٰہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے قدم بیشی نہ کرو!

اور فرمایا:

وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ (الحجرت:2) اور تم اپنی آواز بھی ان کے سامنے بلند نہ کرو۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرت:2) تم اپنی آوازوں کو نبی علیہ السّلام کی آواز سے بلند نہ کرو

اگر بلند کر بیٹھو گے تو کیا ہوگا؟

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرت:2) تمہارے کیے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیا جائے گا اور تمہیں اس بات کا شعور بھی نہیں ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان میں ذرہ برابر بھی گستاخی اللہ رب العزت کو ہرگز قبول نہیں ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے آداب کا بہت خیال رکھیں۔

تربیتِ نبوی کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت بھی فرمائی۔ اس کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبہ:43) ایک جگہ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التحریم:1) اے نبی جس چیز کو اللہ نے حلال کیا آپ اس کو قسم کھا کر اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہیں اور وہ بھی اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت والا ہے۔

تو دیکھیے کہ قرآن مجید میں تربیت کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔

عفو و درگزر کا تذکرہ:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی طرف سے معافی اور درگزر کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد فرمایا:

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ (ال عمرن: 159) اور آپ ان کو معاف کر دیجیے اور آپ ان کے لیے استغفار بھی فرمائیے۔

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات بابرکات میں معافی کا پہلو بہت غالب تھا۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جب مکہ کو فتح فرمایا تو اس وقت ایک شخص عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ بیت اللہ کے کنجی بردار تھے، ان کے پاس بیت اللہ کی چابی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: عثمان! چابی لاؤ۔ چنانچہ عثمان نے چابی آپ ﷺ کے حوالے کر دی۔ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلوایا اور اندر تشریف لے گئے۔ اندر جا کر آپ ﷺ نے اللہ کی عبادت کی۔ اس وقت صحابہ کرامؓ بھی ساتھ تھے۔

جب آپ ﷺ باہر آنے لگے تو صحابہ کرامؓ میں جو بہت نمایاں شخصیتیں تھیں، جن میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تھے، یہ سب قریب قریب تھے۔ ان کے دل میں ایک تمنا تھی کہ اللہ کے حبیب ﷺ بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کریں گے اور اب یہ چابی صاف ظاہر ہے کہ کسی کلمہ گو کو دیں گے، کافر کو تو نہیں دیں گے۔ تو اگر کسی کلمہ گو کو چابی ملنی ہے تو کیوں نہ یہ سعادت ہمیں مل جائے۔ اس لیے وہ قریب قریب تھے کہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کا انتخاب ہو جائے۔ دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ جب ان کو اتھارٹی ملتی ہے تو وہ ان کو نوازتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کروا لیا تو آپ ﷺ نے عثمان کو دوبارہ بلوایا اور فرمایا:

”عثمان! تم یاد کرو اس وقت کو جب میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جانے والا تھا، اس وقت میرا بڑا جی چاہتا تھا کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر اللہ کی عبادت کروں اور میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ عثمان! بیت اللہ کا دروازہ کھول دو، مگر تم نے کھولنے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ عثمان! ایک ایسا وقت آئے گا کہ جس پوزیشن میں اس وقت تم ہو، میں ہوں گا، اور جس میں میں ہوں، تم ہو گے۔ عثمان! دیکھو میرے اللہ نے میری بات کو سچا کر دیا۔ آج چابی میرے ہاتھ میں ہے اور تمہارے ہاتھ خالی ہیں، لیکن عثمان! میں تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں کروں گا جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا، میں یہ چابی تمہیں واپس دیتا ہوں اور یہ قیامت تک تمہاری نسلوں میں چلتی رہے گی۔“

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حسنِ خلق کو دیکھ کر عثمان کی آنکھوں میں آنسو نکل آتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ معاف کرنا اور درگزر کر دینا نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خاص شان تھی۔

مقامِ تفویض کا تذکرہ:

اللہ کے حبیب ﷺ کے مقامِ تفویض کا ذکر بھی قرآنِ مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ (المؤمن: 44) اور میں اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

جہاد کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے جہاد کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (الانفال: 17)

مقاصدِ بعثت کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد کیا تھا؟ اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، اللہ

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب:45-46)

حزن وغم کا تذکرہ:

اللہ کے محبوب ﷺ کے حزن اور غم کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔ارشاد فرمایا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعرآء:3)

نمازِ تہجّد کا تذکرہ:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی تہجّد کی نماز کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

دائرہ عمل کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دائرہ عمل کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے۔ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ کو دنیا میں بھیجا:

كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (سبا:28) تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر۔

چنانچہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفیٰ کی مصطفائی ہے۔

فارغ اوقات کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے فارغ وقت کا ذکر بھی قرآن مجید میں فرما دیا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ (الانشراح:7-8)

جب آپ اپنے منصب سے فارغ ہو جائیں تو آپ اپنے رب کی یاد میں لگ جائیں۔

امتِ نبوی کا تذکرہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی امت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے، ارشاد فرمایا:

أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ:143)

محبتِ الٰہی کے حصول کا قرآنی طریقہ:

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مقام دیکھیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! ان کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمرن:31) تم میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبّت کریں گے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن کی عمر میں اپنے مدرسے میں پڑھنے جاتا تھا۔ جب ایک گلی میں سے گزرتا تو ایک بوڑھی عورت مجھے دیکھتے ہی مجھے اپنے گھر لے جاتی، مجھے پیار کرتی اور مجھے کھانے پینے کی چیزیں دیتی، کبھی خرچ کرنے کے لیے کچھ پیسے بھی دے دیتی اور ہر بار کہتی کہ بیٹا! پھر بھی میرے پاس آنا۔ فرماتے ہیں کہ چونکہ میں اس وقت بچہ تھا اس لیے کچھ وقفہ کے بعد میں اس کے پاس چلا جاتا تھا۔ وہ ہر بار مجھے بہت زیادہ پیار کرتی اور کھانا بھی کھلاتی۔ ایک دن میں نے اس بوڑھی عورت سے پوچھا کہ اماں! آپ مجھے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں؟ آپ مجھے کھلاتی بھی ہیں، پلاتی بھی ہیں اور پیسے بھی دیتی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سن کر اس عورت کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہنے لگی کہ بیٹا! میرا بھی ایک بیٹا تھا جو شکل وصورت میں بالکل تمہارے مشابہ تھا۔ میرا وہ بیٹا فوت ہو گیا۔ جب تم میری آنکھوں کے سامنے آتے ہو تو تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا بیٹا یاد آجاتا ہے، جب میں تمہیں کھلاتی ہوں تو یہ تصور کرتی

ہوں کہ جیسے میں اپنے بیٹے کو کھلا رہی ہوں۔

علما نے لکھا ہے کہ جس طرح ماں اپنے بیٹے کی مشابہت دیکھ کر اس بچے سے پیار کرتی تھی اسی طرح جو شخص سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سنت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالے گا، رفتار میں، گفتار میں، کردار میں، حتیٰ کہ سب اعمال میں جب یہ بندہ اللہ کے سامنے قیامت کے دن پہنچے گا تو دیکھ کر اللہ رب العزت بھی خوش ہو جائیں گے۔

محبوبِ کل جہاں کی محبّت کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبّت کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:6) نبی ﷺ مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

یعنی ان کو اپنے آپ سے اتنی محبّت نہیں ہے جتنی محبّت انہیں اپنے محبوب سے ہے۔ اور واقعی یہی بات ہے کہ جس بندے کے دل میں ایسی محبّت نہ ہو، اس کا ایمان کامل ہی نہیں ہوتا۔ اسی لئے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

تم میں سے کوئی بندہ بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

کہنے والے نے کہا:

عجب چیز ہے عشقِ شاہِ مدینہ　یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ
ہے معمور اس عشق سے جس کا سینہ　اسی کا ہے مرنا اسی کا ہے جینا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ایسا عشق نصیب فرما دے۔ (آمین)

نبی رحمت ﷺ کے احباء کون؟

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ایک مرتبہ دعا مانگ رہے تھے تو آپ ﷺ نے دعا میں فرمایا: ......اللہ! مجھے میرے احبّا سے جلدی ملا دینا۔

آپ ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ یہ دعا سن رہے تھے۔ جب آپ ﷺ دعا مانگ چکے تو وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! ہم آپ کے غلام بے دام ہیں، ہم ہر وقت خدمتِ اقدس میں حاضر ہیں، آپ کن لوگوں کے بارے میں دعا مانگ رہے تھے کہ مجھے میرے چاہنے والوں سے جلدی ملا دیں۔ تو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا:

''ثوبان! تم میرے صحابی ہو اور تمہیں مجھ سے بہت محبّت ہے۔ تمہاری محبت کا میں قدردان ہوں، لیکن ثوبان رضی اللہ عنہ! تم نے جبرئیل کو اترتے دیکھا، تم نے میرا دیدار کیا، تم نے قرآن اترتے دیکھا، تم نے اللہ کی مدد کو اترتے دیکھا، ثوبان! تمہاری محبّت بھی قابل قدر ہے۔ لیکن قربِ قیامت میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا، وہ فقط اپنے علماء کی محفلوں میں بیٹھتے ہوں گے، ان سے وہ میرے تذکرے سنیں گے، میرے تذکرے سن کر ان کو مجھ سے ایسی محبّت ہو جائے گی کہ اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ اپنی اولادوں کو بیچ دیتے اور اس کے بدلے میرا دیدار کر سکتے۔ میں ان اپنے چاہنے والوں کے لیے اداس ہوں اور میں دعا مانگ رہا ہوں، اللہ! مجھے ان چاہنے والوں سے جلدی ملا دینا۔''

لہٰذا وہ خوش نصیب جن کے سینے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبّت سے لبریز ہیں۔ان کے لیے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیں مانگی ہوئی ہیں۔

پُر انوار زندگی کی قسم:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عمر مبارک کی قسم کھائی ہے......ذرا توجہ فرمائیے......چنانچہ فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (الحجر:72)

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مبارک زندگی، پھولوں سے زیادہ معطّر اور پاکیزہ زندگی تھی، کامل اور مکمّل زندگی تھی۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی پُر انوار زندگی کی قسم کھائی ہے۔

مبارک شہر کی قسم:

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السّلام کے شہر کی بھی قسم کھائی ہے، چنانچہ فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ (البلد:1-2)

میں اس شہرِ مکہ کی قسم کھاتا ہوں اور آپ کیلیے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے۔

اب ذرا محبّت کا اندازہ لگائیے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک کی بھی قسم کھائی اور جس شہر میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا اس شہر کی بھی قسم کھائی۔

محبوب ﷺ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا! اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح:4) اور ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا۔

اچھا، ذرا اس کی تفصیل سن لیجئے۔

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ اذان میں

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ اقامت میں

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکر مبارک نماز میں

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکر خیر قرآن میں

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر کتنا بلند فرمایا:

چار دانگِ عالم میں ذکرِ نبوی کی گونج:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ہمارے ملک میں فجر کی اذان ہوتی ہے تو پہلے مشرق کی سمت کے شہروں میں ہوتی ہے۔ پھر دس پندرہ منٹ کے وقفے سے مغرب کی سمت کے شہروں میں اذانیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد اور آگے، پھر اور آگے۔ اس طرح آدھے پونے گھنٹے تک پورے ملک میں فجر کی اذانیں ہوتی رہتی ہیں۔ پہلے ایک مسجد میں، پھر دوسری مسجد میں، پھر تیسری میں۔

سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور انڈونیشیا، ملائشیا اور اس کے جزائر میں صبح صادق کے بعد وہاں فجر کی اذانیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ فرض کریں کہ ان ملکوں میں آدھے گھنٹے تک فجر کی اذانیں ہوتی رہیں۔ جب وہاں فجر کا وقت ختم ہو گیا تو ان سے اگلے قریبی ملکوں میں فجر کا وقت شروع ہو گیا، وہاں مسلمانوں نے اذانیں دینا شروع کر دیں۔ پھر آگے سورج آیا تو اگلے ملکوں میں اذانیں آنا شروع ہو گئیں۔ تو جیسے جیسے سورج آگے چلتا گیا، سحر ہوتی گئی اور لوگ اذانیں دیتے گئے۔ اذانیں ہوتے ہوتے پھر ہمارے ملک پاکستان میں وقت آ گیا، یہاں اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ پھر اس کے مغرب میں متحدہ عرب امارات میں ایک گھنٹے کے فرق سے اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ سعودی عرب میں دو

گھنٹے کا فرق ہے۔ پھر آگے جائیں تو اور زیادہ فرق ہو جاتا ہے، یورپ اور ہمارا پانچ گھنٹے کا فرق ہے۔ اور اگر ملائشیا اور انڈونیشیا سے یہاں تک کا فرق دیکھا جائے تو یہ آٹھ دس گھنٹے کا فرق بن جاتا ہے۔

پتہ یہ چلا کہ ایک طرف سے اذانوں کا سلسلہ شروع ہوا اور ان لوگوں نے اذانیں دیں، پھر اگلے لوگوں کے ہاں وقت ہو گیا ور انہوں نے شروع کر دیں، پھر اگلوں نے شروع کر دیں، یہ سلسلہ چلتے چلتے آٹھ دس گھنٹے پوری دنیا میں فجر کی اذانیں ہوتی رہیں۔ جب مغرب میں اذانیں ہو رہی تھیں اس وقت ادھر مشرق میں ظہر کا وقت ہو گیا اور انہوں نے ظہر کی اذانیں شروع کر دیں۔ اب ظہر کی اذان چلتی رہی۔ ابھی ظہر کی اذان ختم نہیں ہوئی تھی کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ ابھی عصر شروع ہو کر چلتی رہی کہ اتنے میں مغرب کا وقت ہو گیا پھر مغرب شروع ہوئی، چلتی جا رہی تھی کہ عشاء کا وقت ہو گیا۔ پھر عشا کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ ابھی عشا کی اذانیں مغرب میں ہو رہی تھیں کہ مشرق میں پھر فجر کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔

معلوم ہوا کہ پوری دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ جہاں مسلمان اذان میں اللہ کا نام نہ بلند کر رہے ہوں اور اذان میں اللہ کے حبیب ﷺ کا تذکرہ نہ کر رہے ہوں۔

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الانشراح:4) اے میرے پیارے حبیب! ہم نے آپ کا ذکر بلند فرما دیا۔

وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے
بروزِ حشر جب نفسانفسی کا سماں ہو گا

وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

رضائے نبوی کی تکمیل:

سنیے! اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ!

وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی (الضحیٰ:5) اور عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

جیسے دینے والا اتنا دے کہ لینے والے کے دامن سے بڑھ جائے تو وہ بس بس کرتا ہے، بالکل یہی مفہوم بنتا ہے کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ! آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ بس بس کریں گے۔ جب یہ آیت اتری تو نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے صحابہ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں آپ کو راضی کروں گا، اور یہ بھی بتلا دیا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت میں نہ چلا جائے گا۔

نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک ایسی دعا مانگنے کا اختیار دیا کہ جیسے مانگیں گے ویسے ہی قبول کر لی جائے گی۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ کو بھی اختیار ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے بھی اختیار دیا ہے۔ وہ صحابی پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! پھر آپ نے بھی دعا مانگی ہے؟ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: میں نے دعا نہیں مانگی، میں نے اس کو قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ بنا لیا ہے۔ میں اس دن دعا مانگوں گا اور امت کے ہر خطا کار کو لے کر جنت میں جاؤں گا...... اللہ اکبر کبیرا!

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ اور مِدحتِ نبوی:

ہمارے اکابر نے نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تعریف میں ایسا جامع کلام کہا ہے کہ ایک ایک فقرے میں بات کو مکمّل کر دیا۔ چنانچہ امامِ ربانی حضرت مجددالفِ ثانیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کے پروردگار ہیں۔''

علمانے لکھا ہے کہ حضرت نے ایک ہی فقرے میں حمد اور نعت کو اکٹھا کر دیا۔ اللہ کی حمد بھی اس سے ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پروردگار ہیں اور نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کے پروردگار ہیں۔

خواجہ مظہر جان جاناںؒ اور نعت نبوی:

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں، حضرت خواجہ مظہر جان جاناںؒ، انہوں نے ایک ہی شعر میں پوری بات کو سمیٹ دیا۔ چنانچہ ذرا تمہید کے ساتھ وہ شعر سن لیجیے۔ حضرت فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمد ما نیست

اللہ تعالیٰ ہماری حمد کے انتظار میں نہیں

محمد چشم براہ ثنا نیست

محمد ﷺ ہماری تعریف کے منتظر نہیں ہیں

خدا مدح آفرین مصطفےٰ بس

اللہ رب العزت مصطفےٰ ﷺ کی مدح کرنے کے لیے کافی ہے

محمد حامد حمد خدا بس

محمد ﷺ اللہ کی حمد بیان کرنے کے لیے کافی ہیں

مناجاتے اگر باید بیاں کرد

اگر تم نے اپنی کوئی درخواست پیش بھی کرنی ہے تو

بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

پھر ایک شعر کی صورت میں پیش کر دو

وہ شعر یہ ہے:

محمد از تو می خواہم خدا را

اے محمد ﷺ! میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا قرب مانگتا ہوں

خدایا از تو حبِ مصطفےٰ را

اے اللہ! میں آپ سے مصطفےٰ کریم کی محبّت مانگتا ہوں

آیاتِ قرآنی اور حیاتِ نبوی کی حیران کن تطبیق:

حضرت قاری محمد طیبؒ نے آیاتِ قرآنی کی نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی حیاتِ مبارکہ کے ساتھ عجیب انداز میں تطبیق فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

قرآن مجید پڑھو تو یوں لگتا ہے کہ:

ذات وصفات کی آیات......احوالِ نبوی

تکوین کی آیات......استدلالِ نبوی

توجہ الی اللہ کی آیات......خلوتِ نبوی

تربیتِ خلق کی آیات......جلوتِ نبوی

مہر کی آیات......جمالِ نبوی

قہر کی آیات......جلالِ نبوی

تجلّیاتِ حق کی آیات......مشاہدہءِ نبوی

ابتغاءِ وجہ اللّٰہ کی آیات......مراقبہءِ نبوی

ترکِ دنیا کی آیات......مجاہدہءِ نبوی

احوالِ محشر کی آیات......محاسبہءِ نبوی

نفی غیر کی آیات......فنائیتِ نبوی

اثباتِ حق کی آیات......بقائیتِ نبوی

نعیم جنت کی آیات......شوقِ نبوی

عذابِ جہنّم کی آیات......خوفِ نبوی

انعام کی آیات......انسِ نبوی

انتقام کی آیات......حزنِ نبوی

لہٰذا اگر قرآن ایک طرف کلام اللّٰہ ہے تو دوسری طرف سیرت رسول اللّٰہ ہے۔

اللّٰہ رب العزت ہمیں مصطفٰے کریم ﷺ کی محبّت عطا فرما دے اور ان کی اتباعِ کامل کی توفیق عطا فرما دے (آمین)

ما ان مدحت محمدا بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمدا

میں نے اپنی بات کے ذریعے نبی کی تعریف نہیں کی بلکہ نبی کے ذکر کے طفیل اپنی بات کو خوبصورت بنایا ہے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ